10525 - مہر كم ركھنا سنت ہے

سوال

ديكھا گيا ہے كہ لوگ اس وقت نكاح ميں مہر بہت زيادہ ركھ رہے ہيں، كيا يہ ايسا كرنا سنت ہے، اور كيا شريعت نے مہر كى كوئى مقدار متعين كى ہے جس سے تجاوز نہيں كيا جا سكتا ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

شادى اللہ تعالى كى نعمتوں ميں ايك نعمت اور اس كى نشانيوں ميں ايك نشانى شمار ہوتى ہے.

اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

اور اس كى نشانيوں ميں سے ہے كہ اس نے تمہارى ہى جنس سے بيوياں پيدا كيں تا كہ تم ان سے آرام و سكون پاؤ اس نے تمہارے درميان محبت اور ہمدردى قائم كر دى، يقيناً اس ميں غور و فكر كرنے والوں كے ليے بہت سى نشانياں پائى جاتى ہيں الروم (21).

اور پھر اللہ عزوجل نے لڑكيوں كے اولياء كو حكم ديا ہے كہ وہ اپنے ماتحت اور ولايت ميں موجود عورتوں كى شادى كر دينے كا حكم ديتے ہوئے فرمايا:

تم ميں سے جو مرد اور عورت بے نكاح كے ہوں ان كا نكاح كر دو، اور اپنے نيك بخت غلام اور لونڈيوں كا بھى، اگر وہ مفلس اور تنگ دست بھى ہوں گےتو اللہ تعالى انہيں اپنے فضل سے غنى بنا دے گا، اور اللہ تعالى كشادگى والا اور علم والا ہے النور (32).

اور يہ اس ليے كہ نكاح پر بہت عظيم مصلحت مرتب ہوتى ہے، مثلا امت ميں كثرت، اور نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا باقى نبيوں كے ساتھ اپنى امت كى وجہ سے فخر كرنا، اور مرد و عورت كو ايك طرح كے حرام كام ميں پڑنے سے محفوظ كرنا ہے.. اس كے علاوہ اور بھى بہت عظيم مصلحتيں پائى جاتى ہيں.

ليكن بعض اولياء اور ذمہ داران نے شادى ميں ركاوٹ كھڑى كر ركھى ہيں، اور وہ اكثر حالات ميں شادى كےحصول

كے ليے ركاوٹ اور آڑ بن چكے ہيں، وہ اس طرح كہ بہت زيادہ مہر كا مطالبہ كرتے ہيں، اور اتنا مہر لينے كى كوشش كرتے ہيں جو شادى كى رغبت ركھنے والے نوجوان كى استطاعت سے بھى باہر ہوتا ہے، حتى كہ بہت سارے شادى كى رغبت ركھنے والوں ميں اب شادى ايك بہت ہى مشكل اور مشقت والے كاموں ميں شمار ہونے لگى ہے.

اور پھر مہر ايك ايسا حق ہے جو شريعت اسلاميہ نے عورت كے ليے فرض كيا ہے، تا كہ وہ اس عورت ميں مرد كى رغبت كى تعبير ثابت ہو، اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

اور عورتوں كو ان كے مہر راضى و خوشى دے دو النساء (4).

اس كا يہ معنى نہيں كہ عورت كو ايك سامان تجارت شمار كر ليا جائے كہ وہ فروخت ہونے لگے، بلكہ يہ مہر تو عزت اعزاز كا نشان ہے، اور شادى كے عزم اور حقوق كى ادائيگى اور مشقت برداشت كرنے كى دليل ہے.

شريعت مطہرہ نے كوئى ايسى مقدار متعين نہيں كى جس سے مہر تجاوز نہ كر سكتا ہو، ليكن اس كے باوجود شريعت مطہرہ نے مہر كم ركھنے اور اس ميں آسانى پيدا كرنے كى رغبت دلائى ہے.

نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" سب سے بہتر نكاح وہ ہے جو آسان ہو "

اسے ابن حبان نے روايت كيا اور علامہ البانى رحمہ اللہ نے صحيح الجامع حديث نمبر (3300) ميں صحيح قرار ديا ہے.

اور نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا يہ بھى فرمان ہے:

" سب سے اچھا اور بہتر مہر وہ ہے جو آسان ہو "

اسے حاكم اور بيہقى نےروايت كيا اور علامہ البانى رحمہ اللہ نے صحيح الجامع حديث نمبر (3279) ميں صحيح قرار ديا ہے.

اور نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے شادى كا ارادہ ركھنے والے شخص سے يہ فرمايا تھا:

" جاؤ جا كر كچھ تلاش كرو چاہے لوہے كى انگوٹھى ہى ہو "

متفق عليہ.

اور پھر نبی كريم صلى الله عليہ وسلم نے اپنى امت كے ليے اس ميں ايك اعلى مثال قائم كى حتى كہ معاشرے ميں امور كے حقائق كا رسوخ پيدا ہو جائے، اور لوگوں ميں معاملات ميں آسانى و سہولت عام ہو جائے.

ابو داود اور نسائى ميں ابن عباس رضى الله تعالى عنہما سے مروى ہے كہ على رضى الله تعالى عنہ نے بيان كيا:

" ميں نے فاطمہ رضى الله تعالى عنہا سے شادى كى تو ميں نے نبى كريم صلى الله عليہ وسلم سے عرض كيا: مجھے رخصتى دے ديں، تو رسول كريم صلى الله عليہ وسلم نے فرمايا:

اسے كچھ دو، ميں نے عرض كيا: ميرے پاس تو كچھ بھى نہيں ہے.

چنانچہ نبى كريم صلى الله عليہ وسلم نے فرمايا:

وہ تيرى حطمى درع كہاں ہے ؟

ميں نے عرض كيا: وہ ميرے پاس ہى ہے، آپ نے فرمايا: اسے وہى درع ہى دے دو "

سنن ابو داود حديث نمبر (2125) سنن نسائى حديث نمبر (3375) علامہ البانى رحمہ الله نے صحيح نسائى حديث نمبر (3160) ميں اسے صحيح قرار ديا ہے.

ديكھيں رسول كريم صلى الله عليہ وسلم كى بيٹى اور اہل جنت كى عورتوں كى سردار كا مہرتو يہ تھا.

جو اس بات كى دليل اور تاكيد كرتا ہے كہ دين اسلام ميں فى ذاتہ مہر مقصود نہيں.

ابن ماجہ ميں ابن عمر رضى الله تعالى عنہ سے مروى ہے انہوں نے فرمايا:

" تم عورتوں كے مہر ميں غلو اور زيادتى مت كرو، كيونكہ اگر يہ كوئى دنيا كى عزت و اچھائى ہوتى يا پھر الله كے ہاں تقوى ہوتا تو تم ميں سے اس كے سب سے زيادہ اولى اور حقدار محمد صلى الله عليہ وسلم ہوتے، آپ نے اپنى كسى بھى بيوى كو بارہ اوقيہ سے زيادہ مہر نہيں ديا، اور نہ ہى آپ كى بيٹيوں ميں سے كسى كو اس سے زيادہ ديا گيا، اور مرد اپنى بيوى كا بہت زيادہ مہر ادا كرتا ہے حتى كہ وہ اس عورت كے ليے مرد كے دل ميں عداوت بن جاتا ہے، اور وہ كہتا ہے مجھ پر تو تيرى وجہ سے بہت بوجھ ڈالا گيا "

سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (1887) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابن ماجہ (1532) میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

(لاتغالوا) یعنی: مہر زیادہ کرنے میں مبالغہ مت کرو

(و ان الرجل لیثقل صدقۃ امراتہ حتی یکون لھا عداوۃ فی نفسہ) یعنی: یہ مہر ادا کرتے وقت وہ اپنے دل میں اس سے عداوت رکھے گا کہ اس کا مہر بہت زیادہ تھا، یا جب وہ اس مہر کے متعلق سوچے اور اس کی مقدار کو دیکھے.

(و یقول قد کلفت الیك علق القربۃ) وہ رسی جس سے مشکیزہ باندھا جاتا ہے یعنی میں نے تیری وجہ سے ہر چیز برداشت کی حتی کہ وہ رسی بھی جس سے مشکیزہ لٹکایا اور باندھا جاتا ہے " اھـ

دیکھیں: حاشیۃ السندی ابن ماجہ

بارہ اوقیہ چار سو اسی درہم کے برابر ہے یعنی تقریبا ایك سو پنتیس ریال (135) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں اور بیٹیوں کا مہر اتنا ہی تھا.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" چنانچہ جس شخص کو اس کا دل اپنی بیٹی کا مہر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں سے زیادہ کرنے کی کہے تو وہ جاہل و احمق ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں ہر لحاظ سے افضل ہیں، اور وہ سب عورتوں سے ہر صفت میں افضل ہیں، اور اسی طرح امہات المومنین بھی لیکن اس کے باوجود ان کا مہر زیادہ نہ تھا، یہ تو قدرت و استطاعت ہونے کے باوجود اور آسان بھی تھا، رہا فقیر و تنگ دست وغیرہ تو اس کو چاہیے کہ وہ مہر اتنا ہی دے جتنی استطاعت رکھتا ہے اور اس میں اس کو مشقت نہ ہو " اھـ

دیکھیں: مجموع الفتاوی (32 / 194).

اور شیخ الاسلام کا یہ بھی کہنا ہے:

" امام احمد کی روایت یہ تقاضا کرتی ہے کہ چار سو درہم مہر مستحب ہے، استطاعت اور آسانی کے ساتھ یہی مستحب ہے اس مقدار تك ہو سکتا ہے اس سے زائد نہیں " اھـ

اور ابن قیم رحمہ اللہ نے زاد المعاد میں مہر کم ہونے کے دلائل پر کچھ احادیث بیان کي ہیں اور اس کی کم از کم حد متعین نہیں اس کے بعد کہتے ہیں:

یہ احادیث اس کو متضمن ہیں کہ کم از کم مہر کی تعیین نہیں کی جا سکتی... اور مہر میں زیادتی اور مبالغہ کرنا مکروہ ہے اور یہ قلت برکت اور قلت عمر کا باعث ہے " اھـ

دیکھیں: زاد المعاد (5 / 178).

اس سے یہ واضح ہوا کہ اب لوگ جو کر رہے ہیں اور مہر زیادہ کرتے اور مبالغہ کرتے ہیں یہ شریعت کے مخالف ہے.

اور مہر کم رکھنے اور اس میں مبالغہ نہ کرنے کی حکمت واضح ہے:

وہ یہ کہ لوگوں کے لیے شادی کرنا آسان ہو تا کہ وہ شادی کرنا ترک نہ کر دیں، اور اخلاقی اور معاشرتی برائیوں میں نہ پڑ جائیں.

مہر زیادہ کرنے کے کچھ نقصانات معلوم کرنے کے لیے آپ سوال نمبر (12572) کے جواب کا مطالعہ کریں.

واللہ اعلم .